

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

پیارے آقا

کی پیاری ادائیں

14-November-2019

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا
سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)



ہر مبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
 اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
 الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
 الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

دُرودِ پاک کی فضیلت

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرا جو اُمتیِ اخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے گا اللہ پاک اُس پر دس (10) رحمتیں اتارے گا، اُس کے دس (10) دَرَجات بلند فرمائے گا، اُس کے لئے دس (10) نیکیاں لکھے گا اور اُس کے دس (10) گناہ مٹا دے گا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عمل الیوم... الخ، باب ثواب الصلاة... الخ، ۲۱/۶، حدیث: ۹۸۹۲)

میری زبان تر رہے ذکر و دُرود سے بے جا ہنوں کبھی نہ کروں گفتگو فُصول (وسائلِ بخششِ مرثم، ص ۲۴۳)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پساری پیاری اسلامی! ہمنو! حُصُولِ ثَوَابِ کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”بَيِّنَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَلَيْهِ“ ”مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

مسئلہ: نیک اور جائز کام میں جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علم دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضرورتاً سمٹ سرگ کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کشادہ کروں گی۔ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ، اُذْکُرُوْا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰهُ عَلَی مُحَمَّد

پساری پیاری اسلامی! سنو! انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے، اس کے نقش قدم پر چلنے، اس کی اداؤں کو اپنانے اور قول، فعل اور عمل میں اس کی نقل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے کیونکہ محبوب کی اداؤں کو پسند کرنا اور اپنانا ہی محبت کی علامت اور محبت میں سچائی کی دلیل ہوتا ہے۔ چونکہ ہم بھی اپنے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتے ہیں، ہمیں اپنی محبت کی سچائی کو پرکھنے کیلئے غور کرنا چاہئے کہ ہم اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری سُنّتوں اور نرالی اداؤں کو کس حد تک اپناتی ہیں؟ آج کے بیان میں ہم پیارے آقا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چند پیاری پیاری اداؤں اور سُنّتوں مثلاً پیارے آقا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بولنے کا

انداز کیسا تھا؟ پیارے آقا صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے کھانے کا انداز کیسا تھا؟ پیارے آقا صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا معاشرے میں رہنے کا انداز کیسا تھا؟ ساتھ ہی ساتھ صحابہ کرام و صحابیات اور بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ السَّيِّئِينَ کی سنتِ رسول سے والہانہ محبت، سنتوں پر عمل کرنے کے واقعات کے بارے میں سنیں گی۔ لہذا اچھی اچھی نیتوں اور دلجمعی کے ساتھ مکمل بیان سننے کی نیت کر لیجئے۔

آئیے! سب سے پہلے پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفَى صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے زندگی گزارنے کا ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

اخلاقِ مصطفیٰ کی جھلکیاں

أَهْلُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صِدِّيقَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فرماتی ہیں: رسولُ اللهِ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے زیادہ کوئی خوش اخلاق نہیں تھا۔ آپ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ یا آپ کے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو پکارتا تو آپ لَبَّيْكَ (یعنی میں حاضر ہوں) کہہ کر جواب دیتے۔ حضرت جریر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ارشاد فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا کبھی بھی رسولُ اللهِ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جس وقت بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے اور آپ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ سے خوش طبعی بھی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے، ہر ایک سے گفتگو فرماتے، صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے، ان بچوں کو اپنی مُبارک گود میں بٹھالیے، آزاد، غلام اور مسکین سب کی دعوتیں قبول فرماتے، مدینے کے دُور دراز مقامات پر رہنے والے مریضوں کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور مَعْدِرَات کرنے والے کی مَعْدِرَات قبول فرمالیا کرتے تھے۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، فصل واما حسن عشرته، ۱/۱۲۱)

پساری پساری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ حضور نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ گھر والوں، اپنے احباب، اپنے اصحاب، اپنے رشتے داروں، اپنے پڑوسیوں حتیٰ کہ ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کے ساتھ پیش آتے کہ ان میں سے ہر ایک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ حسنہ کا گرویدہ اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت کرنے والا بن جاتا، جب کوئی آپ کو بلاتا تو آپ جواب میں لبیک (یعنی میں حاضر ہوں) فرماتے، مگر افسوس! فی زمانہ اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں، تو ہمارے گھر والے، رشتہ دار الغرض ہم سے تعلق رکھنے والیاں ہمارے بُرے اخلاق و کردار کی وجہ سے پریشان نظر آتے ہیں، کیونکہ کبھی ہم اباے تباے سے بات کرتی ہیں تو کبھی ہم دوسروں کے ساتھ لڑتی جھگڑتی اور گالم گلوچ کرتی ہیں، کبھی کسی کی غیبت، چغلی اور دل آزاری کرتی نظر آتی ہیں تو کبھی گھر میں والدین اور بہن بھائیوں سے الجھتی نظر آتی ہیں، کبھی سہیلیوں کے ساتھ بے رُخی اور بد سُلُو کی کرتی ہیں، تو کبھی بچوں کے ساتھ بے ساختگی سے پیش آتی ہیں، کبھی گھر والوں کے ساتھ جھگڑا کرتی ہیں تو کبھی پڑوسنوں پر ناراضگی کا اظہار کرتی ہیں، کبھی سسرال والوں کے ساتھ تو کبھی اپنے دیگر رشتے داروں کے ساتھ قطع تعلقی کر لیتی ہیں، الغرض بد قسمتی سے نہ ہم ظاہر میں سُنَّتِ مُصْطَفٰی کی پابند ہیں نہ کردار میں اخلاقِ مُصْطَفٰی کی پیکر ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی حضور نبی کریم، رُوْفٌ رَحِیْمٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ کے مطابق گزاریں، جیسا کہ

ہمارے رَبِّ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تَرَجَّمَهُ كَنُزَالِ الْإِنبِيَاءِ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی

(پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱) بہتر ہے۔

مشہور مفسر قرآن، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اس آیت مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا، مرنا، سونا، جاگنا، حضور (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔ (نور العرفان، پ ۲۱، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّ اللهُ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

سنتوں پر عمل کرنے کی بَرَکات

پیاری پیاری اسلامی بہنوں! یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے اور گفتگو کرنے میں پیارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سُنَّتوں کو اپناتے ہیں تو ربِّ کریم کی رحمتیں ان پر چھما چھم برستی ہیں، کیونکہ ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کو ربِّ کریم کی رضا نصیب ہوتی ہے، ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کا شمار ربِّ کریم کے پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے، ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کو خوفِ خُدا نصیب ہوتا ہے، ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کو فکرِ آخرت کا ذہن نصیب ہوتا ہے، ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کو حقیقی محبتِ رسول نصیب ہوتی ہے، ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کو کئی شہیدوں کا اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، ☆ سُنَّتوں پر عمل کرنے والوں کو دونوں جہاں میں کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں، ☆ سنتوں پر عمل کرنے والوں کو پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفیٰ کی خوشنودی و قرب حاصل ہوتا ہے۔ آئیے! سُنَّتوں پر عمل کا جذبہ بڑھانے کے لئے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

سُنَّت پر عمل کی بَرَکات سے مغفرت ہو گئی

حضرت علی بن حسین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے حضرت هِبَةُ اللهِ طَبْرِي رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللهُ بِكَ یعنی اللہ کریم نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ حضرت هِبَةُ اللهِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے جواب دیا: اللہ کریم نے میری مغفرت فرمادی۔ عرض کی: کس سبب سے؟ تو انہوں نے رازدارانہ انداز میں کہا: سُنْتُ مُبَارَكٍ بِرِ عَمَلٍ كِي وَجِهٍ سِ۔

(سیر اعلام النبلاء، رقم: ۲۷۴، ھبۃ اللہ بن الحسن، ۱۹/۱ بتغیر)

پساری پساری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ سُنْتُ مُصْطَفَىٰ پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ پاک نے حضرت هِبَةُ اللهِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی مغفرت فرمادی، سُبْحَانَ اللهِ! سُبْحَانَ اللهِ! یاد رکھئے! ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم، صحابہ کرام و صحابیات رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ہر سُنَّتِ کریمہ کی پیروی کو لازم و ضروری جانتے تھے اور بال برابر بھی کسی مُعَامَلہ میں اپنے پیارے آقَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فرامین اور سنتوں کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ

مکتبۃ المدینہ کے رسالے ”صحابیات اور عشق رسول“ کے صفحہ 40 پر ہے کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت اُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے اپنے والد ماجد حضرت ابو سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے انتقال فرمانے کے بعد اور اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت زینب بنت جحش رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے اپنے بھائی کے وصال کے (تین دن) بعد خوشبو لگائی اور ارشاد فرمایا: خُذَا كِي قِسْمٍ! مجھے اس کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے نبی اکرم، نور مجسم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا ہے کہ جو عورت اللہ پاک اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کے مرنے کا سوگ تین راتوں سے زیادہ کرے۔ سوائے (اس عورت کے جس کے) شوہر (کا انتقال ہو گیا ہو) کہ اس کے سوگ کی مدت چار ماہ دس دن ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب احداد المتوفی عنہا زوجہا، ۲/۴۲۲، حدیث: ۲۲۹۹، ملقطاً)

پیاری پیاری اسلامی بہنوں! یہ ہے سچی محبت اور کامل اطاعت و فرمانبرداری کہ حکم سرکار پر سر تسلیم خم کر دیا گیا کہ اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دُہنِ مُبَارَک سے نکلے ہوئے الفاظ ہی ان کے لئے سب کچھ ہوتے تھے، اس کے علاوہ بھی آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں اور فرامین پر عمل کا بے پایاں جذبہ رکھنے والے عاشقانِ رسول کے بہت سے واقعات ہیں۔ چنانچہ

سنت پر عمل کی برکت

امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَعْلَیَہِ ابینی مایہ ناز کتاب فیضانِ سنت جلد اول کے صفحہ 263 پر ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زبردست مُحَرِّثِ حضرت ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کو خلیفہ بغداد امامون رشید نے اپنے ہاں دعوت پر بلایا، کھانے سے فارغ ہو کر کھانے کے جو دانے وغیرہ گر گئے تھے، حضرت ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ چُن چُن کر تناول فرمانے لگے۔ خلیفہ بغداد امامون رشید نے حیران ہو کر کہا، اے شیخ! کیا آپ کا ابھی تک پیٹ نہیں بھرا؟ فرمایا: کیوں نہیں! دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرت حماد بن سلمہ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ نے ایک حدیث پاک بیان فرمائی ہے: جو شخص دسترخوان کے نیچے گرے ہوئے ٹکڑوں کو چُن چُن کر کھائے گا، وہ تنگدستی سے بے خوف ہو جائے گا۔ (اتحاف السادة المتقين، الباب الاول، ۵/۵۹۷) میں اسی حدیث مبارکہ پر عمل کر رہا ہوں۔ یہ سُن کر امامون بے حد متاثر ہوا اور اپنے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا تو وہ ایک ہزار دینار رومال میں باندھ کر لایا۔ خلیفہ بغداد امامون نے وہ دینار حضرت ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ پیش کر دیئے۔ حضرت ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! حدیث مبارکہ پر عمل کی ہاتھوں ہاتھ برکت ظاہر

ہوگئی۔ (ثمراتُ الاوراق، ۸/۱)

رزق کی قدر کیجئے

پساری پساری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعے سے دو اہم نکات حاصل ہوئے۔ پہلا نکتہ یہ کہ دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانے کی برکت سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور تنگی رزق سے حفاظت نصیب ہوتی ہے، مگر افسوس! فی زمانہ ہمارے گھروں میں انتہائی بے حس کے ساتھ رزق کی ناقدری اور بے حرمتی کی جاتی ہے، چائے، پانی، کولڈ ڈرنک اور شربت وغیرہ پینے اور کھانا کھانے کے بعد برتن میں تھوڑا سا چھوڑ دیا جاتا ہے جس کو فی زمانہ شاید فیشن سمجھا جاتا ہے اور پھر اس بچے ہوئے رزق کو گندی نالیوں کی نذر کر دیا جاتا ہے۔

امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ رزق کی بے قدری اور بے حرمتی پر افسوس اور کڑھن کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: آج کل رزق کی بے قدری اور بے حرمتی سے کون سا گھر خالی ہے، بنگلے میں رہنے والے آب پتی سے لے کر جھونپڑی میں رہنے والے مزدور تک رزق میں بے احتیاطی کرتے نظر آتے ہیں، فی زمانہ شادی میں طرح طرح کے کھانوں کے ضائع ہونے سے لے کر گھروں میں برتن دھوتے وقت جس طرح سالن کا شوربا، چاول اور ان کے اجزایا ہادیئے جاتے ہیں ان سے ہم سب واقف ہیں۔ کاش کہ ہمارے اندر کھانے کو ضائع کرنے سے بچنے کا مدنی جذبہ پیدا ہو جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلِّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

لوگ کیا کہیں گے!

دوسرا نکتہ یہ ملا کہ ہمارے بزرگانِ دین سنتوں سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ وہ سنتوں پر عمل کرنے کے معاملے میں دنیا کے بڑے سے بڑے امیر، رئیس، بادشاہ، وزیر اور کسی بڑے عہدے والے کی پروا نہیں کرتے تھے، مگر افسوس! فی زمانہ سنتیں تو دور کی بات ہم فرائض و واجبات میں کوتاہی کر دیتی ہیں، کبھی نمازیں ٹائم پر نہیں پڑھتیں تو کبھی نمازیں بالکل ہی چھوڑ دیتی ہیں، کبھی بد نگاہی کرتی ہیں تو کبھی رشتہ داروں اور سہیلیوں کی باتوں کی وجہ سے دلبرداشتہ ہو کر سنتیں چھوڑ دیتی ہیں اور یوں سوچتی ہیں کہ اگر میں نے سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا تو میرے گھر والے اور سہیلیاں کیا کہیں گی؟ اگر میں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے لگ گئی، تو میری سہیلیاں کیا کہیں گی؟ اگر میں نے قرآن کریم پڑھنا یا سیکھنا شروع کر دیا تو میری سہیلیاں کیا کہیں گی؟ الغرض فی زمانہ ہم دوستوں، گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں کی وجہ سے نیک اعمال میں سستی کرتی اور سنتوں کو چھوڑتی نظر آتی ہیں۔

یاد رکھئے! اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتی ہیں، اگر ہم جہنم کے عذاب سے بچ کر ربِّ کریم کی رضا پانا چاہتی ہیں، اگر ہم حضور نبی رحمت، شفیع اُمتِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت پانا چاہتی ہیں، اگر ہم جنت کی ابدی نعمتوں کی مستحق بننا چاہتی ہیں، اگر ہم جنت میں آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب پانا چاہتی ہیں، تو اس کے لئے ہمیں پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے صحابہ و صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے نقش قدم پر چلنا ہو گا کیونکہ ان مقدس ہستیوں کا اوڑھنا بچھونا، سونا جاگنا، کھانا پینا الغرض ہر نیک و جائز کام سنتِ رسول کے مطابق ہوتا، یہ حضرات کس طرح آپ کی ادائوں کو اپنی زندگی میں اپناتے تھے آئیے اس بارے میں ایک بہت ہی پیارا واقعہ سنتی ہیں:

محبوب کی اداسے محبت

مکتبہ المدینہ کی کتاب ”صحابہ کرام کا عشق رسول“ کے صفحہ 27 پر ہے کہ حضرت اُس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

بیان فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ میں سے ایک صحابی جو کہ درزی تھے، انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے گھر کھانے کی دعوت دی، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پُرْخُلُوص دعوت کو قَبُول فرمایا اور آپ مَقْتَرًا ذَا دِن ان صحابی کے ہاں چلے گئے، میں بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اُس دعوت میں موجود تھا، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر تواضع کے لئے جو کی روٹی اور سالن پیش کیا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا، کھانے کے دوران میں نے حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ پیالے کے کناروں سے کدو کی قاشیں تلاش کر رہے ہیں، حضرت انس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں جب سے میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کدو کو اتنا پسند فرماتے ہیں، اسی دن سے میں اپنے لئے بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔ (بخاری، کتاب الاطعمه، باب المرق، ۵۳۷/۳، حدیث ۵۲۳۶)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ کی دلجوئی کے لئے ان کی دعوت قبول فرمایا کرتے تھے دعوت دینے والا مالدار ہو یا نادار، امیر ہو یا غریب، بزنس مین ہو یا مزدور، اور نا صرف دعوت قبول فرما کر آپ وہاں تشریف لے جاتے تھے بلکہ صاحب خانہ جو کچھ آپ کے سامنے پیش کر دیتا آپ کسی ناگواری کا اظہار کئے بغیر اسے کھاتے تھے، اسی واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کدو و شریف پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انتہائی پسندیدہ غذا تھی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بڑے شوق سے کدو و شریف تناول فرمایا کرتے تھے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ سچ بولتے تھے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آئیے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مزید پیاری ادائیں

سنتی ہیں اور ان اداؤں کو سن کر ہم بھی کوشش کریں کہ اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اداؤں کو اپنائیں۔

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری اداؤں میں سے ایک ادا سچ بولنا ہے اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت عائشہ صَدِیْقَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: ”جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ناپسندیدہ نہ تھی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشهادات، باب من کان منکشف... الخ، ۱۰/۳۳۱، حدیث: ۲۰۸۲۱)

پیاری پیاری اسلامی بہنوں! سنا آپ نے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جھوٹ کو پسند نہیں کرتے تھے، پیارے آقا، کئی مدنی مُصْطَفَے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سچائی پر کس قدر مضبوطی سے کاربند تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ مکہ شریف میں صادق (سچے) کے لقب سے مشہور تھے اور وہ لوگ جو آپ کے سخت ترین دشمن تھے وہ بھی آپ کی سچائی کی گواہی دیا کرتے تھے، لہذا ہمیں چاہئے کہ اس معاملے میں بھی حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقشِ قدم پر چلیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ صرف خود ہمیشہ سچائی کے خُوگر رہے بلکہ اپنے غلاموں اور اپنی کنیزوں کو بھی صداقت، امانت اور دیانت کی ترغیب دیتے رہے اور انہیں جھوٹ سے بچانے کے لئے وقتاً فوقتاً جھوٹ کی تباہ کاریاں بیان فرماتے رہے۔ آئیے جھوٹ کی عادت سے پیچھا چھڑانے کے لئے فرامینِ مُصْطَفَے کی روشنی میں اس کی کچھ ہلاکتیں سُنتی ہیں، چنانچہ

جھوٹ کے بھیانگ نتائج

☆ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دُور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب البِر والصلہ، باب ماجاء فی الصدق والکذب، ۳/۳۹۲، حدیث: ۱۹۷۹) ☆ جھوٹ بولنا سب سے بڑی خیانت

ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی المعارض، ۳۸۱/۴، حدیث: ۴۹۷۱) ☆ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔ (مسند احمد، مسند ابی بکر الصدیق، ۲۲/۱، حدیث: ۱۶) ☆ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کیلئے بربادی ہے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء من تکلم بالکلمة... الخ، ۱۴۲/۲، حدیث: ۲۳۲۲) ☆ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والا دوزخ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے سے زیادہ ہے۔ (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، ۲۱۳/۴، حدیث: ۴۸۳۲) ☆ جھوٹ بولنے سے منہ کالا ہو جاتا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، ۲۰۸/۴، حدیث: ۴۸۱۳) ☆ جھوٹی بات کہنا کبیرہ گناہ ہے۔ (معجم کبیر، ۱۴۰/۱۸، حدیث: ۲۹۳ ملخصاً) ☆ جھوٹ بولنا منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق، ص ۵۳، حدیث: ۲۱۰) ☆ جھوٹ بولنے والے قیامت کے دن، اللہ کریم کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ افراد میں شامل ہوں گے۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ... الخ باب الثانی فی الترهیبات، جز ۲، ۳۹/۲، حدیث: ۴۴۰۳۷)

میں جھوٹ نہ بولوں کبھی گالی نہ نکالوں
اللہ مَرَض سے تو گناہوں کے شفا دے
(وسائل بخشش مرثم، ص ۱۱۵)

جھوٹ بولنا مومن کی شان نہیں

پساری پساری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ سچ اللہ پاک اور آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ اور جھوٹ بولنا انتہائی ناپسندیدہ عادت ہے مگر ہمارا آج کا معاشرہ شاید جھوٹ کے بغیر کوئی کام کرنے کو تیار نہیں، ہمیں تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک عادات کو اپنانا چاہئے تھا، مگر افسوس کی بات ہے کہ ہم آج جھوٹ بولنے میں فخر محسوس کرتی ہیں گھر میں ہوں تو جھوٹ، سہیلیوں کی محفل میں ہوں تو جھوٹ، استاد ہیں تو تعلیمی ادارے میں جھوٹ، طالب علم ہیں تو اپنی

کلاس میں جھوٹ، ماں باپ ہیں تو بچوں سے جھوٹ، اولاد ہیں تو والدین سے جھوٹ، خریدار ہیں تو سامان خریدنے میں جھوٹ، ہر کام اور بات میں جھوٹ اور جھوٹ، گویا ہم نے اپنی یہ سوچ بنالی ہے کہ ”جھوٹ کے بغیر کام خراب ہو جائے گا یا نظام زندگی درہم برہم ہو جائے گا“ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارا ہی نہیں، اس کے بغیر کام نہیں چلتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے سے کام بنتے نہیں بلکہ بگڑ جاتے ہیں، رب کریم کی نافرمانی سے نظام زندگی سنورتا نہیں بلکہ اُجڑ جاتا ہے۔ لہذا حقیقی مومن بنئے اور ہمیشہ سچ بولنے، کیسی ہی مُصیبت آپڑے، کیسی ہی مشکل میں پھنس جائیں مگر جھوٹ کا سہارا مت لیجئے، کیونکہ جھوٹ بولنا کسی مومن مرد و عورت کو زیب نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت (عادت) ہو سکتی ہے۔ (مسند احمد، مسند بزار، ۲۷۶/۸، حدیث: ۲۲۳۳۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے آقا کا پیارا کلام

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارے پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حَسِین اداؤں میں سے ایک پیاری ادائیگی بھی تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گفتگو پُر و قارانداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ

اَھْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَضْرَتِ عَائِشَہ صَدِیْقَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے، کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے۔ اگر کوئی اہم بات ہوتی تو کبھی کبھی تین تین

مرتبہ دہرا دیتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ پیارے آقا صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بلا ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے تھے۔

(الشمائل المحمدية، باب كيف كان كلام رسول الله، ص ۱۳۴-۱۳۵، حدیث: ۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵)

گفتگو کے متعلق چند اہم نکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! نبی کریم، رُوْفٌ رَّحِيمٌ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مُبارک گفتگو کے بارے میں ہم نے جو چند پیاری پیاری ادائیں سُننی اس سے کچھ نکات حاصل ہوئے۔ ☆ پہلا نکتہ یہ ہے کہ گفتگو کرتے وقت آواز بہت زیادہ تیز اور جلدی جلدی میں نہ ہو کہ اس سے سننے والی کے لئے بات سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ☆ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جب بھی بات کریں تو آواز اتنی دِھیمی اور کم نہ ہو کہ سننے والی تک آواز نہ پہنچے یا پھر اسے الفاظ ہی سمجھ میں نہ آئیں، اسی طرح گفتگو کرنے میں اس قدر بلند آواز بھی نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی تیسری اسلامی بہن گفتگو کی وجہ سے کُوْفُت میں مبتلا ہو جائے یا تکلیف محسوس کرے، لہذا جب بھی گفتگو کریں آواز میں اعتدال کا خاص خیال رکھیں تاکہ کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ☆ تیسرا نکتہ یہ حاصل ہوا کہ جب کسی کو کوئی بات سمجھانا مقصود ہو تو اس بات کو ایک سے زائد بار دہرانے میں حرج نہیں اور نہ ہی اس مقصد سے ایک جملہ کئی بار دہرانا فضول گوئی کے زمرے میں آتا ہے بلکہ کسی کو اچھی طرح بات سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لئے اپنی بات کو ایک سے زائد مرتبہ دہرانا ہمارے پیارے آقا صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی پیاری ادا ہے۔ ☆ چوتھا نکتہ یہ ملا کہ بلا ضرورت گفتگو کرنے سے اچھا یہ ہے کہ خاموش رہا جائے اس لئے کہ فضول گفتگو میں ذرا بھی بھلائی نہیں ہے اور فضول گفتگو اکثر اوقات پچھتاوے کا سبب بھی بن جاتی ہے، پیارے آقا صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اکثر خاموش رہا

کرتے تھے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی اپنی زبان سے ذِکْرُ اللہ بھی نہ کرے اور نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے جیسے اچھے کام سے اپنے آپ کو روک لے۔

خاموشی سے مراد کیا ہے؟

حکیمُ الأُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: خاموشی سے مراد ہے دنیاوی کلام سے خاموشی ورنہ حضورِ اقدس (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کی زبان شریف اللہ پاک کے ذکر میں تر رہتی تھی لوگوں سے بلا ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے یہ ذکر ہے جائز کلام کا، ناجائز کلام تو عمر بھر زبان شریف پر آیا ہی نہیں جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی زبان مبارک پر نہ آیا۔ حضور سراپا (سر مبارک سے پاؤں شریف تک) حق ہیں پھر آپ تک باطل کی رسائی کیسے ہو۔ آم کے درخت میں جامن نہیں لگتے، بار دار (پھل دار) درخت، خار دار (کانٹے والے درخت) نہیں ہوتے۔ خود فرمایا ہے کہ جو بھی کلام کرے تو خیر کلام کرے ورنہ خاموش رہے، حضرت ابو بکر صدیق (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فرماتے ہیں: کاش میں فضول بات کہنے سے گونگا ہوتا۔ (مرآة المناجیح، ۸/۸۱: بتیغہ قلیل)

پیاری پیاری اسلامی بہسنو! آپ نے سنا کہ پیارے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم خاموشی کو کس قدر پسند فرماتے تھے کہ بلا ضرورت کوئی کلام نہ فرماتے اگر اپنی مبارک زبان کو حرکت دیتے تو اللہ پاک کے ذکر کے لئے، اس کے احکامات کو بیان کرنے کے لئے، اپنی ازواجِ مطہرات کی دل جوئی کے لئے، اپنے پیارے صحابہ کی مدنی تربیت فرمانے کے لئے، لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے لئے، لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ فضول گوئی سے ہر دم بچتی رہیں۔ آئیے! فضول گفتگو سے بچنے کے فضائل پر (2) فرامینِ مصطفیٰ سنتی ہیں: چنانچہ

فرامینِ مصطفیٰ

(1) ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہے کہ اچھی بات کہے یا

خاموش رہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار... الخ، ص ۴۸، حدیث: ۱۷۴)

(2) ارشاد فرمایا: بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پاسکتا جب تک اپنی زبان کو (فُضول باتوں

سے) روکے نہ رکھے۔ (معجم اوسط، ۵/۵۵۵، حدیث: ۶۵۲۳)

یارب! نہ ضرورت کے سوا کچھ کبھی بولوں اللہ زباں کا ہو عطا قفل مدینہ

بک بک کی یہ عادت نہ سرخشر پھنسا دے اللہ زباں کا ہو عطا قفل مدینہ

(وسائل بخشش مرثم، ص ۹۳)

پساری پساری اسلامی بہنو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور

چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَالِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے

مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مشکاة، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۷۵)

سینہ تری سنت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب

پساری پساری اسلامی بہنو! آئیے! بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب سنتی ہیں ☆ چار زانو (یعنی

پاؤں مار کر) بیٹھنا ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے۔ ☆ جہاں کچھ

دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں۔ اللہ پاک کی عطا سے غیب کی خبریں دینے والے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ نَے فرمایا: تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ رخصت ہو جائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہئے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس بین الظل والشمس، ۳۳۸/۲، حدیث: ۴۸۲۱) ☆ قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔ (رسائل عطاریہ، حصہ ۲، ص ۲۲۹) ☆ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لکھتے ہیں: پیر و استاذ کی نشست پر ان کی غیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۳۶۹/۲۲) ☆ جب کبھی اجتماع یا مجلس میں آئیں تو لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ ☆ جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیں آپ کے قدم آرام پائیں گے۔ (جامع صغیر، ص ۴۰، حدیث: ۵۵۴) ☆ مجلس سے فارغ ہو کر یہ دعائیں بار پڑھ لیں تو گناہ معاف ہو جائیں گا اور جو اسلامی بہن مجلس خیر و مجلس ذکر میں پڑھے تو اس کیلئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔ وہ دعایہ ہے: ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ“ ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی کفارة المجلس، ۳۴۷/۲ حدیث: ۴۸۵۷) ☆ جب والدین آئیں تو تعظیمًا گھڑے ہو جانا ثواب ہے۔

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کتب ”بہار شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات پر مُسْتَبِيل کتاب ”سنتیں اور آداب“ ہدِیَّةً طَلَبَ سِکِّجَے اور اس کا مطالعہ فرمائیے۔